واصف علی واصفؔ کی ''شبِ راز'' کی بات

محمد دانش نصیر
Muhammad Danish Naseer
M.Phil Scholar, Department of Urdu,
Lahore Garrison University, Lahore.

Abstract:

A Great Sufi Poet Wasif Ali Wasif was not only a poetic essence but also a great philosopher of his time. He delivered spiritual lectures to the students in his college "Lahore English College". His poetry is full of spiritual power and advises. His concept of God is full of love and active in every particle and place. He wanted to strengthen the relation between God and His finest creature. In his poetry, Allah's will is the most important aspect of human life.

تخلیق تجرید کے پردۂ احساس کا وہ نام ہے جس سے انسان شعور کے پردے کو چاک کر کے لاشعور کی وادیوں کا مسافر بنتا ہے۔ یہ مسافر کبھی لاشعور کے گہرے ساگر سے قیمتی موتیوں کی تخلیق کا موجد بنتا ہے اور کبھی احساس کو نوعِ انسان کا پیکر بناتا ہے۔ یوں تو ہر تخلیق کار کوئی نہ کوئی حادثہ کی بدولت اس سفر کو سر کر پاتا ہے، کوئی نہ کوئی تحریک اس مسافت کی وجہ بنتی ہے۔ پھر اسی تحریک کے زیرِ اثر تخلیق کار اپنی تخلیق کو پردۂ احساس پر نمودار کرتا ہے۔

بیسویں صدی کے نامور نثر نگار اور شاعر واصف علی واصفؔ ان میں سے ایک ہیں جو پاکستان کو معرضِ وجود میں آنے کے بعد آنے والی مشکلات معاشرتی عدم توازن، حکومتوں کی ناکامی اور انسانوں میں بڑھتی ہوئی نفسیاتی کش مکش کو ایک مخصوص انداز سے دیکھتے ہیں اور پھر اس کا منطقی حل بھی پیش کرتے ہیں۔ ان کے شعری مجموعہ کلام ''شبِ چراغ''، ''شبِ راز''، ''ذکرِ حبیب ﷺ'' اور پنجابی کلام ''بھرے بھڑولے'' اور نثری تحاریر ''دل دریا سمندر''، ''قطرہ قطرہ قلزم''، ''حرف حرف حقیقت''، ''کرن کرن سورج''، ''بات سے بات''، ''اقوالِ واصف علی واصفؔ''، ''مکالمہ''، ''دریچے (اقدال)''، ''گمنام ادیب''، ''واصف علی واصفؔ (تاثرات و مشاہدات)'' آپ کی گفتگو پر مشتمل (۱۔۲۶) مجموعہ جات اور آپ کی انگریزی زبان میں کتب 'The Ocean in a Drop

'Beaming Soul' آپ کے بیداریٔ شعور پر غماز ہیں۔

ان کی نظر مدبرین اور حکیمانہ ہے۔ وہ ہر چیز میں موجود کارفرما جوہر کو پہچاننے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ اسی لیے اس کے صحیح مقام کو اس کی صحیح روح کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ مرزا ادیب ''قطرہ قطرہ قلزم'' کی تقریبِ رونمائی میں بیان فرماتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

> ''واصف علی واصفؔ ہماری ایک پرانی اصطلاح کے مطابق ''حکیم'' ہیں۔ حکیم اس مفہوم میں نہیں جس مفہوم میں ہم استعمال کرنے کے عادی ہیں بلکہ اس سے مراد وہ شخص ہے جو حکمت جانتا ہے، زندگی کی حکمتوں سے واقف ہے، زندگی پر حکیمانہ نظر ڈالتا ہے اور حکیمانہ تجربات سے لوگوں کو بہرہ مند کرتا ہے۔''(۱)

آپ فرماتے ہیں:

دم بھر میں زمیں بوس وہ ہو جاتی ہے واصفؔ
تعمیر نکل جاتی ہے جو اپنی بِنا سے!(۲)

ایسے میں روشنی کی تمنا ہے زندگی
جب آفتاب سے ہو گریزاں کرن کرن(۳)

مرے دل پہ نظر تھی اِک جہاں کی
تیرے غم میں بڑے غم مل گئے ہیں(۴)

دم گھٹتا ہے سینے میں نئے دور سے اپنا
ہم پیرویٔ مسلکِ اجداد کریں گے(۵)

میری قوم نوچی گئی ہے کیوں
کہ الگ بدن سے ہیں ہڈیاں(۶)

واصف علی واصفؔ صاحب انسانوں کے اس بے ہنگم رش کو ایک قوم کی حیثیت سے دیکھنا چاہتے ہیں۔ ان کا خیال ہے یکتائی کے بغیر ایک قدم کا تصور محال ہے۔

مسلماں سے مسلماں دور کیوں ہے
ہر ایک اپنی جگہ مجبور کیوں ہے(۷)

مسلماں کا لہو ارزاں ہوا ہے
چمن توحید کا ویراں ہوا ہے(۸)

تنظیم و اخوت ہے نہ اب عزم و یقیں ہے
ہم بھول گئے عہدِ کہن قائد اعظم(۹)

مسلماں کو مٹایا جا رہا ہے
نگہباں کو سلایا جا رہا ہے(۱۰)

وہ مسلمانوں کو اس عبارت سے روشناس کروانا چاہتے ہیں جس سے ان کے اندر نورِ ایمان کی روشنی پیدا ہو اور وہ دنیا میں ایک مضبوط اور نا قابلِ تسخیر قوم کی کیفیت سے اُبھریں۔ جیسا کہ ان کا شاندار ماضی رہا ہے۔

لا اِلٰہ کے دم سے تھا میرے وطن کا اتحاد
لا اِلٰہ کو چھوڑنے کا ہے نتیجہ انتشار(۱۱)

دین پر دُنیا مسلط ہو گئی
تیری امت بے کس و نادار ہے(۱۲)

عہد ماضی میں جو امت تھی چٹان
آج وہ گرتی ہوئی دیوار ہے(۱۳)

اُن کے خیال سے عشقِ احمدِ مجتبیٰ ﷺ انسان کی کامل ترقی کا راز ہے اسی سے انسانیت سرفراز و کامران ہے اور یہی رازِ ہستی کا دوام ہے۔

عشقِ احمد ﷺ سے بشر ہے سرفراز
عشقِ احمد سے میری ہستی کا راز(۱۴)

تو نظر پھیرے تو طوفاں زندگی!
تو نظر کر دے تو بیڑا پار ہے!(۱۵)

عقل و دانش غلام ہیں تیرے
فہم و ادراک سے ورا ہے عقیل(۱۶)

تو ہی کائنات کا راز ہے ، تیرا عشق میری نماز ہے
تیرے در کے سجدے میرے نبی ﷺ ، میرے زندگی کو بدل گئے(۱۷)

ان کی نگاہ زندگی کے بارے میں فلسفیانہ ہے۔ وہ اس کائنات کو زندگی کا ایک تجربہ سمجھتے ہیں۔ اسی تجربہ گاہ میں زندگی اپنے ان گنت اور ان مٹ تجربات کے ساتھ رواں دواں ہے۔

نامکمل ہے ابھی تک کائنات
کر رہی ہے زندگی کچھ تجربات(۱۸)

گردشِ شا و سحر ہے زندگی
ایک سیمابی نگر ہے زندگی(۱۹)

زندگی ساحل بھی ہے طوفان بھی
خود سیما ، خود بلائے جان بھی(۲۰)

زندگی ہے ایک بحرِ بے کراں
یہ کبھی صحرا کبھی کوہِ گراں(۲۱)

دُنیا کی بے ثباتی جیسا کہ شعرا کرام کا ایک خاص وصف رہا ہے کہ وہ دنیا میں موت کو ایک خاص مقام سمجھتے ہیں۔ اس سے خوف نہیں کھاتے بلکہ تکمیل کا ایک ذریعہ سمجھتے ہیں۔

پھول جو کِھلتا ہے وہ اِک دن یہاں مرجھائے گا
یہ سرائے فانی ہے جو آئے گا وہ جائے گا(۲۲)

کاروانِ زندگی پیہم رواں ہے صبح و شام
اس فنا کے دیس میں حاصل ہوا کس کو مقام(۲۳)

زندگانی موت کی تصویر ہے
ہر تمنا پاؤں کی زنجیر ہے(۲۴)

یہ جہاں فانی ، فنا کو ہے قیام
اس جہاں میں کس کو حاصل دوام(۲۵)

موت سے ممکن نہیں ہر گز مفر
نیستی ہستی ہیں دونوں ہم سفر(۲۶)

فنا سے ہے بقا واصفؔ نے دیکھا
یہ ہستی کیا ہے اِک رنگین جالا(۲۷)

وہ کہتے ہیں کہ واصفؔ مر چکا ہے
مبارک ہو شہادت ہو گئی ہے(۲۸)

وہ مرگ بعد از حیات کو منتہائے مقصود سمجھتے ہیں:

اعلانِ انا الحق سے کھلا راز یہ واصفؔ
واصل جو کرے موت ستم ہو نہیں سکتی(۲۷)

نہ جانے کون سی منزل ہے واصف
جہاں نہلا کے بلوایا گیا ہوں(۳۰)

اُن کی شاعری میں فلسفۂ وحدت الوجود پورے عروج پر نظر آتا ہے:

مرحبا حسنِ شانِ یکتائی
اپنی صورت کا آپ شیدائی(۳۱)

اے خوشئہ ذوقِ بزم آرائی
خود تماشا و خود تماشائی(۳۲)

لیکن واصفؔ صاحب کا فلسفہ وحدت الوجود ہر مظاہر پر اپنا مخصوص رنگ جماتا ہے اور شہود کا روپ دھار کے آشکار ہوتا ہے:

دل کے اندر کبھی ورا دیکھا
پرتوِ حسن جا بجا دیکھا(۳۳)

یہ بھی اعجازِ عشق ہے واصفؔ
جا بجا اس کا نقشِ پا دیکھا(۳۴)

تو ہے تیری آرزو ہے میں کہاں
ہر طرف بس تو ہی تو ہے میں کہاں(۳۵)

ہر سمت ہے وجہ اللہ عیاں خالقِ احسن
خود آئینہ خود دیدہ حیران ہوا ہے(۳۶)

غزل خدائی میں تصوف کے خاص رنگ کے ساتھ مخصوص انداز اور تغزل کا انوکھا روپ ہے:

غزل کیا ہے فقط اشکوں کی مالا
مذاقِ شعر نے بس مار ڈالا(۳۷)

آپ آئے تو موت آئی
آج دیکھیں گے ہم مسیحائی(۳۸)

غم زمانے کے اور جاں تنہا
تم وہاں اور میں یہاں تنہا(۳۹)

تو ہوا کس کے انتظار میں گم
ایک دنیا ہے تیرے پیار میں گم(۴۰)

واصفؔ صاحب انسان کی حقیقت کو اس پوری کائنات پر محیط دیکھتے ہیں۔ کبھی وہ قطرہ قطرہ قلزم اور کبھی ذرے میں صحرا کا مکمل روپ دیکھتے ہیں:

میں قطرے میں ہوں دریا
میں ذرے میں ہوں صحرا(۴۱)

میں مشرق میں ہوں مغرب
میرا انت کہاں ہو گا(۴۲)

میرا ثانی نہیں ہے کوئی شاید
زمیں سے آسمان تک تو گیا ہوں (۴۳)

ڈاکٹر سید عبداللہ واصف علی واصفؔ صاحب کے حوالے سے رقم طراز ہیں کہ:

''واصف نے ذوق شعری ، جوش ایمانی اور وردقوفی سے مرکب قارئین کے لیے ایک ایسا مائدہ ادب بچھایا ہے جس سے کوئی خوش ذوق آدمی لذت یاب ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔'' (۴۴)

حوالہ جات

۱۔ مرزا ادیب، دل ہر قطرہ ہے ساز انا البحر، مشمولہ: واصف با صفا، ڈاکٹر محمد حسین، لاہور: کاشف پبلی کیشنز، ۱۹۹۳ئ، ص:۶۷

۲۔ واصف علی واصف، کلیاتِ واصف علی واصف، لاہور: علم و عرفان پبلشرز، اشاعت دوم، ۲۰۱۶ئ، ص:۱۳۵

۳۔ ایضاً، ص:۱۳۴

۴۔ ایضاً، ص:۲۴۷

۵۔ ایضاً، ص:۲۴۶

۶۔ ایضاً، ص:۱۰۷

۷۔ ایضاً، ص:۱۱۹

۸۔ ایضاً، ص:۱۱۹

۹۔ ایضاً، ص:۱۱۳

۱۰۔ ایضاً، ص:۱۱۸

۱۱۔ ایضاً، ص:۱۱۲

۱۲۔ ایضاً، ص:۲۲

۱۳۔ ایضاً، ص:۲۲

۱۴۔ ایضاً، ص:۲۷

۱۵۔ ایضاً، ص:۲۴

۱۶۔ ایضاً، ص:۶۲

۱۷۔ ایضاً، ص:۶۴

۱۸۔ ایضاً، ص:۵۹

۱۹۔ ایضاً، ص:۵۷

۲۰۔ ایضاً،ص:۵۹
۲۱۔ ایضاً،ص:۵۷
۲۲۔ ایضاً،ص:۶۱
۲۳۔ ایضاً،ص:۶۱
۲۴۔ ایضاً،ص:۴۷
۲۵۔ ایضاً،ص:۴۷
۲۶۔ ایضاً،ص:۴۸
۲۷۔ ایضاً،ص:۱۹۰
۲۸۔ ایضاً،ص:۱۶۱
۲۹۔ ایضاً،ص:۱۵۳
۳۰۔ ایضاً،ص:۱۵۰
۳۱۔ ایضاً،ص:۱۵۴
۳۲۔ ایضاً،ص:۱۵۴
۳۳۔ ایضاً،ص:۱۸۸
۳۴۔ ایضاً،ص:۱۸۸
۳۵۔ ایضاً،ص:۱۸۶
۳۶۔ ایضاً،ص:۱۵
۳۷۔ ایضاً،ص:۱۸۹
۳۸۔ ایضاً،ص:۲۰۴
۳۹۔ ایضاً،ص:۲۰۰
۴۰۔ ایضاً،ص:۲۱۰
۴۱۔ ایضاً،ص:۱۲۰
۴۲۔ ایضاً،ص:۱۲۰
۴۳۔ ایضاً،ص:۲۲۴
۴۴۔ عبداللہ، سید، ڈاکٹر، شبِ چراغ، مشمولہ: واصف با صفا، ڈاکٹر مخدوم محمد حسین، لاہور: کاشف پبلی کیشنز، ۱۹۹۳ئ،ص:۷۶

☆......☆......☆